JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 41, Issue No.02

TITLE OF THE PAPER

بشریٰ رحمٰن کے ناول ''پارسا'' کا موضوعاتی مطالعہ

AUTHOR(S)

* **Ayesha Ghazala**
Ph.D Scholar, Department of Urdu
National College of Business Administration & Economics, Multan

** **Dr. Rafia Malik**
Assistant Professor, Department of Urdu,
National College of Business Administration & Economics, Multan

CONTACT

* ayeshaghazala007@gmail.com
** rafiamalik7151@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: Dec 17, 2025
Accepted on: Dec 30, 2025
Published on: Dec 31, 2025

DETAIL(S)

Volume No. 41, Issue No. 02, Page No: 36-44
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2025. ©Journal of Research (Urdu) 2025.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

* عائشہ غزالہ ** ڈاکٹر رافعہ ملک

بشریٰ رحمٰن کے ناول ”پارسا“ کا موضوعاتی مطالعہ

Thematic study of Bushra Rahman's Novel "Parsa"

ABSTRACT

Bushra Rahman is a multifaceted and esteemed figure of Urdu literature. She proved her talent simultaneously in novel writing, short stories, travelogues, and column writing, but her true identity lies in her novels. Her novels feel remarkably close to real life. She is a realist writer who becomes so deeply immersed in her stories that the reader often feels as if she is narrating her own life experiences under the guise of universal ones. Her writings frequently reflect a sense of purpose and a strong inclination toward social reform. There is a rich diversity of themes in her novels. Bushra Rahman's pen often turns toward the subject of marital life. Through her intelligence and keen observation, she appears to guide and reform the younger generation. On one hand, she possesses a deep understanding of women's psychology, and on the other, she has portrayed men's psychology with remarkable skills. Almost like an expert psychologist. She seems to teach both men and women the art of leading a successful life.

"Parsa" is an important novel by Bushra Rahman. The central theme of this novel revolves around Muslim girls marrying non-Muslim men and the issues that arise from such relationships. Although this theme may seem simple on the surface, it is, in fact, quite complex and challenging. Filled with elements of moral and social reform, this novel emphasizes the significance of religion and highlights how emotional decisions can lead to a life full of difficulties. If the decision of marriage is not taken carefully, a person may find himself standing at such a crossroad where reaching the right destination becomes impossible.

KEYWORDS

Bushra Rahman, Novel, Travelogues, Realist, social reform, Themes, Psychology

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

قصہ گوئی قدیم فن ہے۔ کہانی سننا اور سنانا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ ایسی کہانیاں اور واقعات سننا جن سے انسان کی ادھوری خواہشات کی تکمیل کا کوئی پہلو نکلتا ہے، اسے اچھا لگتا ہے۔ ناول، ناولٹ اور افسانہ، قصہ نگاری کی اصناف ہیں۔ داستان کے برعکس ناول زندگی سے قریب تر کہانی ہے جو اپنے عہد کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ ایک پختہ فن کار کا وہ شعوری عمل ہے جس میں وہ ایک منصوبہ بندی کے تحت اپنے عہد کی تصویر کشی کرتا ہے۔ ناول کی ہیئت میں آغاز، وسط اور انجام شامل ہیں۔ اس کے فنی لوازمات میں کہانی، کردار، پلاٹ، فضا اور ماحول، مکالمہ، زمان و مکان اور اسلوب شامل ہیں۔

ابواللیث صدیقی کہتے ہیں:

> ”ناول سے مراد سادہ زبان میں ایسی کہانی ہے جس میں انسانی زندگی کے معمولی واقعات اور روزانہ پیش آنے والے معاملات کو اس انداز سے بیان کیا جائے کہ پڑھنے والے کو اس میں دلچسپی پیدا ہو۔“(1)

اردو ادب میں خواتین لکھاریوں نے مردوں کے بعد لکھنا شروع کیا جس کی وجہ برصغیر کا ماحول ہے، جہاں ہر میدان میں مردوں کی بالادستی ہو، وہاں بھلا ادب میں ایسا کیوں نہیں ہوگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی گئیں۔ جدید تعلیم اور سیاسی تحریکوں کے زیرِ اثر نظامِ زندگی بدلنے لگا اور خواتین لکھاریوں نے لکھنا شروع کیا۔ محمدی بیگم اور رشیدۃ النساء سے شروع ہونے والا سفر آج تک جاری ہے۔

> ”ناول کے فن کو خواتین نے زیادہ کامیابی سے برتا. پاکستان میں ناول کی صنف کو غیر معمولی توجہ حاصل ہوئی۔ یہاں متعدد قابل توجہ تجربات کیے گئے اور قابل لحاظ ناول زیادہ تعداد میں لکھے گئے۔“(2)

دورِ جدید میں خواتین ناول نگاروں نے ناول کے فن میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، انہیں میں سے ایک بشریٰ رحمٰن بھی ہیں۔ بشریٰ رحمٰن نئے ناول نگاروں میں منفرد مقام رکھتی ہیں۔ وہ ادب میں کئی حوالوں سے مشہور ہیں۔ انہوں نے ادب کی کئی اصناف میں نام کمایا۔ انہوں نے نو ناول لکھے۔ ”چارہ گر“ ان کی پہلی کاوش ہے جو 1966 میں چھپی۔ 1982 میں ”پارسا“ کو ثاقب پرنٹرز اینڈ پبلشرز نے چھاپا۔ یہ ناول بشریٰ رحمٰن کے چند

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

خوبصورت اور اصلاحی ناولوں میں سے ایک ہے۔اس ناول کے ذریعے بشریٰ رحمٰن نے بتایا کہ لوگوں کے خیال میں محبت اور مذہب الگ الگ چیزیں ہیں۔ لیکن انہوں نے اس ناول کے ذریعے واضح کیا ہے کہ مذہب پر کوئی چیز، کوئی جذبہ بھی غالب نہیں آسکتا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں کوئی ایسا ناول لکھنا چاہتی تھی کہ لڑکیاں اپنے مذہب کو محبت کی خاطر نہ چھوڑیں۔ انہوں نے کینیڈا میں، جب کہ وہ اپنے بہن سے ملنے جاتی تھی دیکھا تھا کہ کس طرح مسلمان لڑکیاں غیر مذہب لڑکوں کے ساتھ شادی کے بندھنوں میں بندھ گئیں تھیں۔اور پھر ان کو کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان کی ان تکالیف اور ذہنی اذیتوں نے بشریٰ رحمٰن کو مجبور کیا کہ وہ اس پر لکھے۔ بشریٰ رحمٰن نے تقریباً بیس سال اس پر سوچا اور پھر اس پر قلم اٹھایا۔ لیکن جب لکھا تو کمال لکھا۔ اگرچہ یہ ایک نازک موضوع تھا مگر مصنفہ نے اس کے ساتھ پورا انصاف کیا۔انہوں نے نہایت نزاکت کے ساتھ ایک حساس مذہبی و سماجی مسئلے کو بیان کیا۔ انہوں نے اس موضوع کو اتنی خوبصورتی سے برتا کہ ناقدین کو بھی اعتراض کرنے کا کوئی موقع نہ مل سکا۔

ڈاکٹر فوزیہ ملک، بشریٰ رحمٰن کی اصلاح پسندی اور مذہبیت کے حوالے سے کہتی ہیں۔

> ”ادب میں دو بڑے نظریات ہیں، ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی۔ لیکن بشریٰ رحمٰن کی تحریروں کو پڑھ کر لگتا ہے کہ انہوں نے اس میں ایک نئے نظریے کا اضافہ کیا ہے، جسے ہم ادب برائے عاقبت کا نام دے سکتے ہیں۔“(3)

انھوں نے اپنے ناولوں میں سماج میں پائے جانے والے منفی رویوں، ازدواجی مسائل، تانیثیت، معاشرتی مسائل، بنتے ٹوٹتے رشتوں، سیاسی نظام کی خرابی، معاشی اور سماجی مسائل، نسائی مسائل، گھریلو ناچاقی، عورتوں کے حقوق اور جاگیردارانہ نظام کی خرابیوں اور مسائل پر قلم اٹھایا بلکہ سیاست میں آکر عملی جدوجہد بھی کی۔ ان کے ناولوں میں کوئی نہ کوئی اصلاحی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ وہ ایک گھریلو خاتون اور شفیق ماں ہونے کے سبب سبھی مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں اور ان کے حل کے لیے کوشاں بھی نظر آتی ہیں۔ نثار دانش ”اردو ناول کی روایت“ میں لکھتے ہیں:

> ”کسی بھی زبان و ادب کے ناول، اس زبان کی تہذیب اور ارتقاء کو ظاہر کرتے ہیں۔ زبان کے ساتھ وہ معاشرے اور تہذیب کے وہ مناظر دکھاتے ہیں جو اس ادب میں سوائے ناول کے ممکن نہیں ہوتے۔“(4)

”پارسا“ بھی ایسے ہی ناولوں میں سے ایک ہے۔ یہ دراصل دو خاندانوں کی کہانی ہے۔ ایک خاندان مسلم

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

ہے اور دوسرا عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ عرفان اللہ اور احسان اگروال کے خاندان کا آپس میں تعلق کی وجہ عرفان اللہ کی بیوی وحیدہ عرفان اوراحسان اگروال کی بیوی ٹینا اگروال کی گہری دوستی ہے جس کی وجہ سے دونوں خاندان قریب آتے ہیں اور آپس کے میل ملاپ کی وجہ سے پارسا عرف پاری اور ڈیوڈ کے بیچ محبت جنم لیتی ہے، جو بالآخر کورٹ میں شادی پر منتج ہوتی ہے۔

اصل کہانی تب شروع ہوتی ہے جب دونوں جیسے تیسے کینیڈا کا ویزہ لے کر بیرون ملک چلے جاتے ہیں۔ وہاں روزگار اور رہائش جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے، بشریٰ رحمان کا موضوع ازدواجی زندگی کے مسائل ہیں لیکن یہاں یہ موضوع اور بھی پیچیدہ صورت اختیار کرلیتا ہے، کیونکہ ''پارسا'' کا موضوع مسلمان اور غیر مسلم کے مابین شادی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔

شادی سے پہلے دونوں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے، لیکن جب ان کے ہاں پہلی اولاد بیٹی کی صورت پیدا ہوتی ہے، تو اختلافات جنم لیتے ہیں۔ پاری اپنی بیٹی کا نام ''مریم'' رکھنا چاہتی ہے کیوں کہ وہ سمجھتی ہے کہ ان کی بیٹی مسلمان ہے، جبکہ ڈیوڈ کہتا ہے کہ میری بیٹی کرسچن ہے اور اس کا نام میں رکھوں گا۔ آخر کار پارسا مریم نام لکھوانے کے بعد بات ختم ہو جاتی ہے۔ پارسا اسے ''مومی'' اور ڈیوڈ ''میری'' کہہ کر بلانے لگتے ہیں، لیکن بات نام کے اختلاف پر ختم نہیں ہوئی بلکہ دونوں کے درمیان فاصلے بڑھتے رہتے ہیں اور گھریلو ناچاقی کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔

''پارسا'' کے موضوع کے بارے میں بشریٰ رحمٰن کہتی ہیں:

> ''میں نے کینیڈا میں ایسی شادیاں خود دیکھی تھیں۔ جب میں مسلمان لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں سے شادی اور بعد کے حالات کو دیکھتی تو بہت افسوس ہوتا تھا۔ میں نے تہیہ کیا تھا کہ اس موضوع پر ضرور لکھوں گی لیکن قلم اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ''پارسا'' کے اوپر میں نے بیس سال سوچ بچار کے بعد قلم اٹھایا۔ آپ اس کا نتیجہ دیکھ لیں کہ ''پارسا'' نے کتنی مقبولیت حاصل کی یہاں تک کہ فہمیدہ ریاض نے تو اسے میرا بہت بڑا مذہبی کارنامہ قرار دیا۔'' (5)

مذہب اور محبت کے اس نازک موضوع کو بشریٰ رحمٰن نے نہایت احتیاط اور کمالِ مہارت سے اس طرح پیش کیا کہ قاری داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ موضوع کی نزاکت ہی وہ وجہ تھی جس نے بشریٰ رحمٰن کو بیس سال سوچ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

بچا پر مجبور کیا، لیکن جب لکھا تو خوب لکھا۔ اس کی کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے تمام حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور متاثرہ لوگوں کا قریب سے مشاہدہ کیا تھا۔ بحیثیت مسلمان وہ دوسرے مذاہب کا مذاق نہیں اڑاتیں، یہاں تک کہ وہ ڈیوڈ کو عیسائی نہیں کہتی اور یوں خود کو متنازع ہونے سے بچا لیتی ہیں۔

"پارسا" کے ذریعے بشریٰ رحمٰن نے مذہب کی اہمیت بتائی ہے کہ وقتی اور جذباتی فیصلے مذہب کی اہمیت کو کم نہیں کر سکتے، بلکہ ایک وقت آجاتا ہے جب مذہب کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے اور باقی سب کچھ پیچھے رہ جاتا ہے۔ یہی صورت حال پاری اور ڈیوڈ کی بھی ہوتی ہے۔ پاری اپنے فیصلوں پر پچھتاتی ہے اور ڈیوڈ سے بیزار رہتے ہوئے خود کو اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں مصروف رکھتی ہے۔

بشریٰ رحمٰن کا مقصد یہی ہے کہ شادی کا فیصلہ کرتے وقت طرفین کو چاہیے کہ سوچ سمجھ سے کام لیں ورنہ پھر ایسے ہی دوراہے پر کھڑا ہونا پڑتا ہے اور ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس طرح کی کیفیت سے ڈیوڈ اور پاری گزر رہے ہوتے ہیں۔ ڈیوڈ اور پاری کے ازدواجی تعلقات اس نہج پر پہنچ جاتے ہیں کہ ڈیوڈ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔

بشریٰ رحمٰن اس نازک موضوع کو بیان کرتے ہوئے توازن سے کام لیتی ہیں اور خود کو مذہب کے تمسخر سے بچا لیتی ہیں۔ ایک موقع پر جب کہ ڈیوڈ صاف صاف پاری کی مذہب پسندی کا مذاق اڑاتا ہے، پاری تحمل سے کام لیتی ہے کہ مسلمان کسی کے مذہب کا تمسخر نہیں اڑایا کرتے۔

بشریٰ رحمٰن ایک اور کردار زرینہ کے ذریعے بھی غیر مذہب میں شادی کے بھیانک نتائج کو بیان کرتی ہے۔ زرینہ کے مطابق یہ لوگ کبھی بھی مسلمانوں کو دل سے تسلیم نہیں کرتے، جب نظروں سے محبت کی پٹی اتر جاتی ہے تو مذہبی اور تہذیبی اختلافات سامنے آتے ہیں۔ جبکہ پاکستان مرد غیر ملکی عورتوں سے شادی کر کے نباہ کر لیتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں:

> "مسلمان عورت کو کسی بھی دوسرے مذہب کے مرد سے شادی نہیں کرنی چاہیے چاہے اس کے عشق میں ڈوب کیوں نہ جائے۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔۔ پاری کا چہرہ بجھ گیا۔ میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔ کیوں؟ مگر یہ میرا تجربہ ہے یہ جو کلمہ ہوتا ہے نا؟ کلمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ انسان کے اندر سے نکلتا نہیں ہے۔ جوانی کا تھوڑا سا موسم بغاوت میں گزر سکتا ہے۔ کلمہ روح کو

بے چین رکھتا ہے۔"(6)

پاری اور ڈیوڈ کی شادی آخر کار ناکام ہو جاتی ہے۔ پاری کینسر کے مرض میں مبتلا ہو کر ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتی ہے اور ڈیوڈ گھر چھوڑ کر دوسری عورتوں کے ساتھ وقت گزارنے لگتا ہے۔ پاری اپنے کیے پر بہت پچھتاتی ہے اور اسے احساس ہو جاتا ہے کہ مجھے ڈیوڈ سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کا انسانی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ نہ صرف غلط ہے بلکہ یہ ایک فیشن ایبل بات ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی لینا دینا نہیں۔

پاری اپنے ملازم غلام رسول کو اپنے دل کی باتیں بتاتے ہوئے کہتی ہیں:

> "غلام رسول، میں بڑے گھر میں پیدا ہوئی تھی، میرے دادا امام مسجد بھی تھے، عالم دین بھی تھے۔ کیوں کہ کبھی کبھی وہ مسجد میں امامت کرایا کرتے تھے۔ میرے ابا جی نے مجھے اعلیٰ تعلیم دلوائی مگر میں ترقی پسند بنتے بنتے باغی بن گئی اور میں نے ایک عیسائی لڑکے سے شادی کر لی۔ میرا خیال تھا ان باتوں سے زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر یہی باتیں زندگی کا سنگین مسئلہ بن جاتی ہیں۔ اب تم دیکھ رہے ہو، اس گھر میں ہر آسائش اور ہر سہولت ہے مگر پھر بھی یہ گھر خالی خالی سا لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں نے زندگی کی گاڑی کو کھینچا ہے، صرف گزارا ہے، بسر نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔ ہم دونوں میاں بیوی دو متوازی راستوں پر چلتے رہے ایک بچی ہمارے درمیان رہی۔۔۔۔۔۔۔ تم سب دیکھ ہی رہے ہو غلام رسول نے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔ میرے بھائی اپنے خدا کے احکام کو نہ ماننے کا دکھ ہمیشہ میرے اندر رہا یہ وہ پھوڑا تھا جو پکتا رہا۔۔۔۔۔۔۔ اگرچہ میرا مہربان خدا میری مدد کرتا رہا مگر میں اس دکھ کو بھول نہ پائی جو میں نے اپنے ماں باپ یا برادری کو دیا تھا میرے اندر لاج نے غل مچائے رکھا، مگر نہ میں جا سکتی تھی نہ چھوڑ سکتی تھی۔ اولاد بڑی ظالم چیز ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے کیا۔"(7)

پارسا کا مرکزی موضوع اگرچہ محبت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ معاشی اور معاشرتی مسائل پر بھی اس ناول میں بحث ملتی ہے۔ مثال کے طور پر ملک کے معاشی حالات سے تنگ آکر بہت سے لوگ قانونی اور غیر قانونی طریقے سے کینیڈا اور دوسرے ممالک کا رخ کرتے ہیں تاکہ وہاں پیسے کما کر اپنے ادھورے خواب مکمل کر سکیں۔ کم پڑھے لکھے نوجوان خلیجی ممالک اور تعلیم یافتہ لوگ امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک جانے کے آرزومند ہوتے ہیں۔ پارسا کی "پاری" ایم بی بی ایس کر کے کینیڈا چلی جاتی ہیں اور کینیڈا میں ایم بی پی ایس ہونے کے باوجود اسے کافی عرصہ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

تک کئی مسائل سامنا کرنا پڑتا ہے۔ڈیوڈ اور پاری دونوں کافی عرصے تک بے روزگار رہتے ہیں۔ بعد میں پاری کو اقبال سنگھ کی سفارش سے کام مل جاتا ہے۔اسی طرح ڈیوڈ بھی چھوٹے موٹے کام کر کے گزارا کرلیتا ہے۔

بشریٰ رحمٰن پاری کی بیٹی کی زبانی بھی پاکستانی معاشرے کے مسائل ہمارے سامنے بیان کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ یہاں امیر ،امیر تر اور غریب، غریب تر ہو رہا ہے۔ چاروں صوبوں میں پسماندگی ہے۔امیر غریبوں کو دبا کران کا حق چھین لیتا ہے۔صوبوں کے درمیان تعصب ہے۔

''پارسا''کا ایک اور موضوع دنیا کی بے ثباتی ہے۔ ناول کے اختتام پر پاری اپنے بھائی جیسے ملازم غلام رسول سے اپنے دل کی باتیں کہتی ہے۔ایک طرف وہ ڈیوڈ سے شادی پر پچھتا رہی ہے، تو دوسری جانب دنیا سے اس کا جی بھر گیا ہے۔وہ کہتی ہے کہ انسان جتنا بھی ترقی کرلے، منصوبے بنائے اور ساری زندگی ان منصوبوں کو عملی جامہ پہناتا رہے، موت آتی ہے تو سب کچھ دھرا رہ جاتا ہے۔ مصنفہ کا تعلق چونکہ ایک مذہبی گھرانے سے تھا چنانچہ وہ روایات سے جڑے رہنے کو بڑی اہمیت دیتی ہیں اور اس بات کا اظہار وہ اپنے ناولوں میں جگہ جگہ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

آخر میں جب پاری غلام رسول کو خدا حافظ کہتے ہوئے گاڑی نکال کر اپنے گھر سے نکل جاتی ہے اور ساری رات واپس نہیں آتی تو ایسے میں ڈیوڈ کا پریشان ہونا، غلام رسول کا پاگلوں کی طرح اپنی باجی، اپنی بہن کو پکارنا یہ سب محبت اور عقیدت کے زمرے میں آتا ہے۔ آخر میں مصنفہ نے جب پاری کو برف کی قبر میں دفن کرتے دکھایا تو دنیا کی بے ثباتی کا احساس ہوگیا۔ پارسا مسلمان تھی اور چاہتی تھی کہ ڈیوڈ اس کی اخری رسومات مسیحی انداز میں نہ کرے اس لئے آخری منظر میں ڈیوڈ غلام رسول، غزالی اور مریم اس کی برف کی قبر پر فاتح پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ مصنفہ نے آخر میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ عورت کو اپنی پہچان ہونی چاہیے کہ وہ کون ہے ؟۔اور اس کی فطری حیثیت کیا ہے ؟

ڈاکٹر شاہنواز خان اپنے مقالہ ''بشریٰ رحمٰن کے ناولوں کا فنی اور موضوعاتی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''بشریٰ رحمان ادبی، سیاسی، سماجی اور صحافتی کئی حوالوں سے جانی جاتی ہیں۔ وہ اپنے طرز کی منفرد ناول نگار، افسانہ نویس، سفر نامہ نگار، کالم نگار، شاعرہ اور نامور خطیبہ تھیں۔ وہ نہ صرف پاکستان بلکہ ہر اس جگہ پہنچ چکی ہیں، جہاں جہاں اردو بولی، سمجھی اور پڑھی جاتی ہے۔ان کے ناول، ناولٹ، افسانے، سفر نامے، کالموں کے مجموعے اور فی البدیہہ تقاریر کی کتابیں اردو ادب کے منظر نامے پر اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی ہیں۔ انھوں نے نفاست، شائستگی اور ہنر مندی کی

بہترین مثال قائم کی، ان کو زندگی کا گہرا ادراک ہے۔ وہ زندگی اور ادب کے بنے بنائے اصولوں کو آنکھیں بند کر کے اپنانے کے حق میں نہیں بلکہ اپنی سوچ اور معیار کے مطابق انھیں قبول یا مسترد کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ تحریر اور تجربہ ان کی ذات میں مکمل سچائی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ ان کے الفاظ خالص سونے کی مانند ہیں، جن میں کھوٹ بالکل بھی شامل نہیں ہے۔ وہ واحد خاتون لکھاری ہیں جنھوں نے ایک مکمل گھریلو خاتون کے طور پر گھر کو بھی سنبھالے رکھا اور ادبی سرگرمیوں کو بھی وقت دیا۔"(8)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 2, Dec 2025

حوالہ جات وحواشی

1۔ ابواللیث صدیقی، اردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ (کراچی: سندھ اردو اکیڈمی)، ص168،169
2۔ انور سدید، اردو ادب کی تاریخ (لاہور: عزیز بک ڈپو، 2014)، ص569
3۔ فوزیہ ملک، ڈاکٹر، انٹرویو، بمقام لاہور، 13 اکتوبر 2025
4۔ دانش نثار، اردو کی روایت (تنقید، تجزیہ اور تلخیص)، (لاہور: ورلڈ ویو پبلشرز اردو بازار)، ص19
5۔ بشریٰ رحمٰن، پارسا، (بمبئی: رومانی کتاب گھر، 2003ء)، ص404
6۔ ایضاً، ص418
7۔ ایضاً، ص416
8۔ شاہنواز خان، ڈاکٹر، بشریٰ رحمٰن کے ناولوں کا فنی اور موضوعاتی مطالعہ، شعبہ اردو جامعہ پشاور، ص196 (غیر مطبوعہ)

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/